بلوچستان کا ذکری مذہب
اور
اسکی تاریخ

فاضل مقالہ نگار نے الحق کی خواہش پر بڑی محنت، عرق ریزی اور ذکری فرقہ کے علاقوں کے اسفار کے بعد یہ مضمون مرتب کیا۔ ذکری مذہب پر الحق پچھلے چند ماہ سے قارئین کی معلومات اور تاثرات پیش کر رہا ہے۔ اس مضمون پر اضافہ تائید یا تعاقب واصلاح کی بھی قارئین کو دعوت ہے۔ "ادارہ"

فاذکرو اللہ کثیراً یاد گیر — مذہب ڈاہی را برباد گیر
دین از ڈاہی، کتاب از مصطفیٰ[۱] — می کند شیطان خندہ از قفا

حسب وعدہ ذکری فرقہ کے متعلق مقالہ پیش خدمت ہے۔ یاد رہے کہ یہ فرقہ ذکر کرنے کی وجہ سے ذکری مشہور ہے۔ اصل میں یہ داعی مذہب ہے، جسے ڈاعی، ڈاہی بھی کہتے ہیں۔ یہ ان کا قدیم نام ہے۔ اور آج تک ان کو داعی کہا جاتا ہے۔ یہ نام ان کا اپنا تجویز کردہ ہے۔ یہ اپنے آپ کو داعی بھی کہتے ہیں۔ اور یہ لوگ اپنے پیغمبر مہدی کو بھی داعی اور داعی اللہ مانتے ہیں، چنانچہ وہ لکھتے ہیں ؎

آں گروہی راکہ بر الطاف سبحانی شفیق — پیروی کردند امر داعی اللہ را بجان
چوں بلاغ حضرت داعی بخلقاں شد تمام — ظاہر آمد دو علامت سوی شرق از آسماں

(ماخوذ از قلمی نسخہ شے محمد قصر قندی ذکری ص۱۵۷)

جناب شمس الدین مصطفائی صاحب (مہدوی) مکران گزیٹیر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ "بروہی قبیلہ کے ذکری داعی کہلاتے ہیں۔ یہ لفظ دعوت سے نکلا ہے، جس کے معنی پیام، یا دعوت کے ہیں۔" (مہدوی تحریک ص۶۶) اور پھر آج سے سوا دو ڈھائی سو سال قبل شاہ فقیر اللہ صاحبؒ ان کو داعی المذہب لکھتے ہیں۔ (مکتوبات شاہ فقیر اللہ ص۱۰۱ و ص۳۷۳ مطبوعہ لاہور)۔ مگر انہوں نے کچھ عرصہ سے ذکری اور مسلم نمازی کے مابین فرق معلوم

کرنے کے لئے ایک نیا لفظ ایجاد کیا ہے۔ وہ اپنے لئے "چمروک" یعنی روشن ضمیر ہدایت یافتہ اور مسلم نمازی کے لئے "کین تول" یعنی پونٹڑ اوپر اٹھانے والا، بے وقوف۔ ان میں پہاڑوں میں اور مکران کے علاقوں میں رہنے والے ذکری نمازیوں سے بے حد نفرت کرتے ہیں۔ اگر خدانخواستہ کوئی نمازی مسافر ان کے گاؤں میں پہنچے اور انہیں معلوم ہو جائے کہ یہ نمازی ہے۔ تو اسے پانی دینے تک کے روادار نہیں۔ میرے پڑوس میں ایک شخص میرے ہم وطن قصر قند کے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ پاکستان آتے ہوتے راستہ بھٹک گئے۔ ہم تین چار ساتھی ایک ذکری گاؤں میں رات بسر کرنے پہنچے، ہمیں معلوم نہ تھا گاؤں سے باہر پڑاؤ ڈالا تو سلام علیک کے بعد ہم سے پوچھا کہ تم "چمروک" ہو یا "کین تول" کہتے ہیں ہم نے کہا ہم تو کین تول ہیں چمروک نہیں، تو ہمیں حکم دیا کہ فوراً نکل جاؤ اور کنوئیں سے پانی نکالنے کیلئے ہمیں کوئی چیز نہیں دی، پھر ہم راتوں رات نکل کر قدرتاً کسی نمازیوں کے گاؤں میں پہنچے۔"

غرض کہ ان میں نہایت ہی متعصب افراد بھی موجود ہیں۔ یہ لوگ اکثر بندرگاہوں کے قریب سکونت پذیر ہیں۔ مثلاً گوادر، پسنی اور ماڑہ، کراچی اور کچھ لوگ اندرون ملک بلوچستان و سندھ میں بھی پھیلے ہوئے ہیں ان کا پیشہ کاشتکاری اور ماہی گیری ہے۔ مکران میں ان کا مرکزی مقام کلگ ہے۔ اور سندھ میں کراچی (لیاری) ہے۔ ان کا موجودہ مذہبی پیشوا ملا عبدالکریم ہے۔ "کلانچ" میں رہتا ہے۔

کراچی کے ذکری نوجوان تعلیم کے زیور سے آراستہ ہیں اور بہت سے ملازمت پیشہ ہیں۔ "پاکستان فشرمین کوآپریٹو سوسائٹی" میں بھی ان کی اچھی خاصی تعداد ہے۔

<u>ذکری مذہب کا آغاز</u> ذکری مذہب جسے داعی مذہب بھی کہتے ہیں۔ اس کا آغاز کب ہوا اور اس کا بانی کون تھا۔؟ اس سلسلے میں مختلف آراء ہمارے سامنے آئی ہیں۔ قدیم ذکری حضرات کا خیال تھا کہ ہمارے مذہب کا بانی محمد اٹکی ہے۔ بلکہ اس وقت تک اکثر دیہاتیوں کی یہی رائے ہے۔ لیکن جدید طبقہ یہ خیال کرتا ہے کہ محمد اٹکی کوئی افسانہ ہے۔ اصل میں سید محمد جونپوری ہی ہمارے مذہب کا بانی ہے۔ تفصیل عنقریب آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ پہلے آپ چند آراء مع تبصرہ ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ مشہور ادیب جناب محمد حسین عنقا صاحب خیال ہے کہ ابن مقنع خراسانی، خراسان کے گورنر احمد کے خوف سے بھاگ کر کیچ (مکران) کے قلعہ میں آکر روپوش ہو گیا تھا۔ اور ساڑھے آٹھ ہزار مذہبی دیوانے اہل کیچ میں سے اس کے گروہ میں شامل تھے۔ اس کے بعد کیچ کا رہنے والا ایک شخص ابو علی محمد نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ وہ اگرچہ ۹۹۷ھ میں دار البقا کو چل بسا، لیکن اس کے پیروکار ۱۱۲۰ھ تک کیچ میں موجود تھے اور لکھتے ہیں کہ "علاقہ، عقیدہ اور نام "محمد" سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ وہی محمد ہے، جو ذکری

مذہب کا بانی ہے۔ (ماہنامہ "بلوچی دنیا" ملتان اکتوبر ۱۹۶۷ء) عنقا صاحب نے تاریخ بخاری کا حوالہ دیا ہے۔ اور تاریخ بخاری میں لفظ "کش" ہے۔ "کش" سے مراد کیچ لیا ہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ حاشیہ میں لکھا ہے کہ مدینۃ بالترکستان قرب نخشب۔ (تاریخ بخاری صہ ۱)

۲۔ دوم حضرت شاہ فقیر اللہ علوی کا خیال ہے کہ یہ خارجی ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ: "نہم خلیفہ اصحاب خلف بن عمر خارجی اند ایشان از خوارج کرمان اند و مکران (الی ان) و دریں ایام ایں طائفہ خلیفہ مشہور بداعی مذہب اند و مرتد محض اند اہل قبلہ نیستند۔ الخ (مکتوبات ص ۵۵ ص ۳۷۳ مطبوعہ لاہور) شاہ صاحب نے شرح مواقف اور الملل والنحل کا حوالہ دیا ہے۔ الملل والنحل میں مجھے ابھی تک ایسا کوئی نام نہیں ملا ہے۔ ویسے صاحب ملل والنحل لکھتے ہیں کہ اگر کسی میں ایک دو باتیں عقائد میں سے خوارج کی پائی جائیں تو میں اسے خوارج میں شمار کروں گا، باقی اعمال میں خواہ وہ اہل سنت ہی کیوں نہ ہو۔ اور ویسے عبارت سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ شاہ صاحب ان کے اضافت خیر و شر کو اللہ کیطرف منسوب کرنے کی وجہ سے خوارج بتاتے ہیں، اس اعتبار سے مجھے شبہ ہے کہ یہ قرامطہ سے نہ ہوں، کیونکہ قرامطہ کا اقتدار جب بحرین سے ختم ہوا تو یہ لوگ مختلف علاقوں مثلاً شام، عراق، خراسان وغیرہ میں منتشر ہوگئے۔ اور یہ لوگ انہی علاقوں میں داعیوں کی صورت میں اپنی خفیہ انجمنیں بناتے پھرتے تھے اور حسن بن صباح کو کامیاب بنانے والے یہی لوگ تھے۔ چنانچہ چھٹی صدی ہجری تک ان کا اقتدار باقی رہتا ہے۔ اور پھر اسماعیلی شیعوں نے تو ہر طرف پیروں اور درویشوں کے لباس میں داعیوں کے جال بچھا دئے۔ جناب اکبر شاہ صاحب نجیب آبادی لکھتے ہیں کہ "ان میں دو طبقے تھے ایک داعیوں کا دوسرا رفیقوں کا۔ شام، عراق اور خراسان میں ہر جگہ داعی پھیل گئے۔" (تاریخ اسلام حصہ سوم پندرھواں باب ص ۲۴۳ ج ۳) چونکہ ذکری قدیم سے داعی مشہور ہیں۔ علاقہ بھی قریب قرین قیاس یہی ہے کہ انہی قرامطہ یا اسماعیلی داعیوں میں سے ہوں گے یہی وجہ ہے کہ وہ ابوسعید بلیدی کی مہدویت کی تبلیغ سے یہ لوگ جلد مہدوی بن گئے اور نام وہی داعی باقی رہا۔

دوم یہ کہ بلوچستان میں مختلف بلوچ قبائل آباد ہیں۔ مشہور تاریخ نگار شخصیت جناب رحیم داد خان مولائی شیدائی صاحب کا خیال ہے کہ کلمتی بلوچ اصل میں قرمطی ہیں۔ ان کا اصل وطن الاحساء اور بحرین ہے، دسویں صدی عیسوی میں وہاں سے ہجرت کرکے بندرگاہ کلمت میں مقیم ہوئے۔ کلمت مکران کا قدیم بندرگاہ ہے۔ چونکہ یہ قرمطی فرقے کے پابند تھے اس لئے بلوچوں نے ان کو "کلمتی" نام دیا۔ اس جہاز ران بلوچ قوم نے عمان سے لیکر مالا بار تک بحیرہ عرب پر قبضہ کیا۔ مکران کے مختلف بندرگاہوں تک پھیل گئے اور یہ نہایت بہادر اور جنگجو قوم تھی انہی کلمتیوں اور قرامطہ نے مل کر منصورہ اور

ملتان کی عرب ریاستوں پر قبضہ کیا، جب سلطان محمود غزنوی نے ان کا خاتمہ کیا تو یہ لوگ سندھ، گجرات، دہلی تک پھیل گئے، انہوں نے لسبیلہ (بلوچستان) کے بر فتوں اور کولواہ کے کھدائیوں سے جنگیں لڑیں، پرتگیزوں سے ان کی بحری لڑائیاں ہوئیں اور انگریزوں سے تو خوب نبرد آزما ہوئے راس الخیمہ، اور گوادر میں انگریزوں کے ساتھ خوب بحری لڑائیاں ہوئیں۔ اس بحری معرکے میں کلمتیوں کے قلعے مسمار ہو گئے ان میں میر حمل کلمتی میر اسماعیل کلمتی جو نامور امیر البحر گذرے ہیں ان کے کارنامے تاریخ میں موجود ہیں۔ اسماعیل کلمتی کا مزار گوادر میں ہے۔ اس کے سنگین گنبد پر سال [illegible]ھ مطابق [illegible]ء کندہ ہے۔" انتہی ملخصاً (ماہنامہ بلوچی دنیا جولائی ۱۹۵۷ء)

اگر یہ صحیح ہے کہ کلمتی اصل میں قرمطی ہیں تو پھر ذکری حضرات کا اصل انہی میں سے ہوگا نہیں تو ان سے متاثر ضرور ہوئے ہوں گے۔ جسطرح کلمتیوں کا پیشہ کاشتکاری، ملاحی، ماہی گیری ہے۔ اسی طرح ذکریوں کا پیشہ کاشتکاری اور ماہی گیری ہے۔ اور جسطرح وہ بندرگاہوں کے قریب رہتے ہیں۔ اسی طرح ذکری حضرات کی اکثریت ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ بندرگاہوں کے قریب آباد ہے۔ جسطرح کلمتیوں کا مرکز گوادر رہا ہے۔ اسی طرح اٹھارویں صدی میں گوادر ذکریوں کا بھی مضبوط مرکز رہا ہے۔ لہٰذا اگر یہ کہا جائے کہ ذکری اصل میں انہی قرامطہ اور اسماعیلی (شیعی) داعیوں میں سے ہیں۔ تو بے جا نہ ہوگا۔ واللہ اعلم۔

۴۔ تیسرا یا عقیدہ خود ذکری حضرات کا ہے۔ بجز چند تعلیم یافتہ اور تاریخ سے واقفیت رکھنے والے ذکریوں کے تقریباً تمام ذکری اپنا پیشوا اور مہدی اور رسول "محمد اٹکی" کو مانتے ہیں۔ چونکہ ان میں جدید طبقہ سید محمد جونپوری کو اپنا پیغمبر مانتا ہے۔ اور قدیم "محمد اٹکی" کو اس لئے میں یہاں پر محمد اٹکی کے متعلق کچھ لکھ کر پھر "جونپوری" پر بھی تبصرہ کروں گا۔ انشاء اللہ "محمد اٹکی" کے متعلق جو واقعہ غیر ذکری بلوچوں میں تواتراً منقول ہے وہ کچھ عجیب وغریب ہے۔ اور ذکری حضرات اس کو اور انداز سے بیان کرتے ہیں۔ اور پھر سب سے نرالا وہ سفرنامہ ہے جو "محمد اٹکی" کے ایک صحابی عزیزہ لاری نے لکھا ہے۔ افسوس کہ وہ ہمیں ادھورا ہاتھ لگا۔ محمد اٹکی کا واقعہ جو مجھے ملا ہے۔ اسکی تفصیل قاضی عبدالصمد صاحب نور اللہ مرقدہ کی کتابوں اور مضامین میں اور مولوی محمد موسیٰ صاحب دشتی رحمۃ اللہ کی کتاب میں موجود ہے اس کو میں یہاں پر مختصراً درج کرتا ہوں۔

مولوی محمد موسیٰ صاحبؒ واقعہ نقل کرنے سے قبل لکھتے ہیں: "راقم الحروف بوجہ اجمال آنچہ ابتداء حدوث مذہب داعی از روئے اقوال لسانی ہموطنان مکران کہ پشت در پشت سنداً بما رسیدہ اند تا الحال می خواہم نوشت وبجالت تواریخ وسنہ معذور دارند کہ اصل واقعہ داعیان بحد شہرت وتواتر رسیدہ اند

(الی ان) اگرچہ در حق محمد مہدی اٹکی سنداً و تواتراً سخنان فحش و بد گندہ بیان می کنند بتصدیق می آیندہ مگر ایں خاکسار را مناسب نیست کہ بعیب جوئی و غیبت گوئی کسے از بزرگان گذشتگان تشریحاً لب بکشایم ۔" (عمدۃ الوسائل برد مذہب باطل ص۸ تا ص۱۲ مطبوعہ ۱۳۲۵ھ) چونکہ مولوی محمد موسے صاحب اسی قوم سے تھے ان کے خاندان کے کئی افراد ذکری تھے۔ اس لئے وہ ان کے عقائد و نظریات سے خوب واقف تھے اور انہیں ذکری فرقہ کی ایک کتاب بھی ہاتھ لگی تھی۔

واقعہ ملا محمد مہدی اٹکی مختصراً درج ہے ۔ ملا محمد نامی ایک شخص جس کے متعلق مشہور ہے کہ اٹک پنجاب کا رہنے والا تھا۔ کسی وجہ سے اپنے وطن کو چھوڑ کر حج کے ارادے مکہ معظمہ پہنچا کئی سال تک وہیں معتکف رہا۔ ایک رات اسے الہام ہوا کہ اے محمد مانگ کیا مانگتے ہو تو اس نے کہا کہ میری خواہش ہے کہ مجھے نبی بنا دے۔ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا اور انہوں نے یہی درخواست کی، بالآخر ختم نبوت کو تسلیم نہ کرنے کی وجہ سے معتوب ہو کر راندہ درگاہ ٹھہرا۔ چنانچہ وہاں سے وہ اس غرض سے نکلتا ہے۔ تاکہ کسی خطے میں جاکر نبوت کا دعویٰ کرے اور نیا مذہب ایجاد کرے مگر شام و عراق، ایران ہر جگہ گھومنے کے باوجود علماء کی کثرت کی وجہ سے اسے موقع نہیں ملتا، بالآخر مایوس ہو کر عازم وطن ہوتا ہے۔ جب وہ کیچ مکران پہنچتا ہے۔ تو وہ نابکار دیکھتا ہے کہ یہاں کے لوگ جاہل اور شتر بے مہار کیطرح ہیں، ان میں کوئی عالم نہیں۔ چنانچہ وہ اتر کر کیچ سے تربت کا رخ کرتا ہے۔ اور بمقام کوہ مراد سکونت پذیر ہوتا ہے۔ پھر انہوں نے رفتہ رفتہ لوگوں میں اپنا اثر و رسوخ پیدا کیا۔ اور پیری مریدی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ چنانچہ وہ چند ہی دنوں میں کامیاب ہو جاتا ہے ۔ پھر انہوں نے ایک دن لوگوں سے کہا کہ عنقریب اللہ تعالیٰ تمہاری ہدایت کے لئے ایک کتاب آسمان سے نازل کریں گے ۔ چونکہ رات کے وقت ان کے پاس جانے کی ممانعت تھی۔ اس لئے وہ رات کو کتاب لکھتا تھا۔ جب کتاب تیار ہو گئی، ایک رات اسے لے جاکر تربت کے قریب ایک درخت جسے بلوچی اور فارسی میں "کہور" یا "کہیر" کہتے ہیں۔ اور اردو، سندھی، پنجابی اور انگریزی میں، ڈھاک کنڈی یا کنڈیری، جنڈ، PROSOPIS کہتے ہیں اس کے شگاف میں جاکر رکھ دی، دوسرے دن لوگوں میں اعلان کر دیا کہ رات اللہ تعالیٰ نے مجھے الہام کے ذریعہ بتا دیا ہے ۔ کہ میں نے وہ کتاب فلاں جگہ فلاں جنگلی درخت کے شگاف میں اتاری ہے ۔ چنانچہ لوگوں کو ساتھ لیکر وہاں سے کتاب لے آتا ہے ۔ وہ کتاب اس وقت نایاب ہے، شاید کسی ملائی کے پاس ہو۔ اور اس نے کتاب اور اپنے مذہب کا نام داعی یا ڈاعی رکھا۔ مگر ابھی ماضی قریب میں ذکریوں کے پیغمبر ملا محمد اٹکی کے ایک صحابی شیخ عزیزہ لاری کا ایک نسخہ "سفر نامہ مہدی" جسے "سیر جہانی مہدی" بھی کہتے ہیں، ہاتھ لگا ہے ۔ اس میں اور

شے محمد قیصر قندی ذکری کے قلمی نسخے میں لکھا ہے کہ اس کتاب کا نام "برہان" ہے۔ (نسخہ شے محمد ص۱۱۷ "موسیٰ نامہ" سفرنامہ مہدی ص۱۰۵ از عزیز لاری) وہ کتاب نظم میں تھی یا نثر میں۔؟ قاضی عبدالصمدؒ فرماتے ہیں کہ وہ کتاب مختلف قطعات پہ مشتمل نظم میں تھی اور فارسی زبان میں تھی۔ قاضی عبدالصمد صاحب سربازیؒ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔ محمد اٹکی کے متعلق لکھتے ہیں،

گذشتہ است ز مرگش قریب پنصد سال	گذاشتہ است کتابے غریب و کمیاب است
کتاب او قلمی فارسی زبان باشد	نہ بیندش بجز آنکس کہ تبع وا ذناب است
ز روئے قاعدۂ استوار قرآنی	زبانِ قوم و نبی متحد بہر باب است
کتاب فارسی آنست بلوچ مکرانی	نبی و ہادی و مہدی ز ملک پنجاب است
زبانِ دیگر و قوم دگر نبی دگر	عجیب مضحکۂ نزد جملہ احباب است
حقیقتی بتو گو یدر سرشتو بازی	بدانکہ متنبیّ ذلیل و کذّاب است

اس کتاب کے علاوہ محمد اٹکی کے دو اور معجزے بھی ہیں جو ذکریوں میں مشہور ہیں ایک دودھ کا معجزہ دوسرا پانی کا، انہوں نے عصا مار کر زمین سے نکالے ہیں، پانی کے چشمے کو جسے "شیریں دُدکُرم" کہتے ہیں۔ یہ ذکری فرقہ کا آبِ زمزم ہے۔ مگر اس چشمے کا کوئی وجود نہیں، اس جگہ ملّا مراد گچکی خلیفہ محمد اٹکی نے کنواں کھدوایا ہے۔ آجکل یہی ان کا آبِ زمزم ہے۔

غرض کہ ان تمام کرتوتوں کے بعد محمد اٹکی نے زیادہ عرصے تک وہاں رہنا مناسب نہ سمجھا چنانچہ ایک رات اپنی نشستگاہ میں چادر دفن کر کے اس کا گوشہ ظاہر کر کے وہاں سے روپوش ہو جاتا ہے بعض کہتے ہیں کہ وطن چلا گیا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ کراچی بمقام منگھو پیر آیا تھا، واللہ اعلم۔ چنانچہ دوسرے دن صبح کو لوگ آکر دیکھتے ہیں کہ حضرت ما موجود نہیں۔ چادر کا گوشہ باہر دیکھ کر انہوں نے یہ نظریہ قائم کر لیا کہ ہمارا محمد مہدی اٹکی غوطہ مار کر زیرِ زمین چلا گیا ہے۔ (عمدۃ الوسائل ص۱۱ مطبوعہ ۱۳۴۵ھ، تیر اسلام بر کھوپڑ ذکریاں ص۲ ارمغان ذکریاں ص۲ مطبوعہ ۱۳۵۷ھ، ترجمان بلوچ ۱۵ر نومبر ۱۹۳۶ء)

ذکریوں کا یہ عقیدہ کہ ہمارا مہدی زیرِ زمین چلا گیا ہے، اس پر قاضی عبدالصمد سربازیؒ نے دلچسپ انداز میں تبصرہ کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

"اس (محمد اٹکی) کے پیرو اپنے ہادی کے زمین میں دھنس جانے پر فخر و ناز کرتے ہیں۔ مگر نہیں جانتے ہیں کہ زمین میں قارون صفت کا دھنس جانا قہر الٰہی کا باعث ہے۔ مگر افسوس کہ یہ لوگ ضلالت و گمراہی کے بدترین نمونے پہ شکار ہو کر جس مصنوعی مہدی کو اپنا پیغمبر تسلیم کرتے ہیں۔ نیز عقیدہ رکھتے ہیں کہ

ہمارا مہدی بنی نوع انسان سے نہ تھا بلکہ مجسم طور پہ نور تھا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کا کوئی ماں باپ نہ تھا، زمین میں چلے جانے کے باوجود عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ اب تک زندہ وحیات ہے۔ عرش پہ خدا تعالیٰ کے سامنے کرسی بچھاتے بیٹھا ہوا ہے۔ ہماری وکالت ونگرانی کرتے ہوئے ہمیں دوزخ میں سے جانے نہیں دیتا۔ افسوس صد افسوس غفلت وضلالت کا پردہ اس قدر ان کی عقل کے پردوں پہ پڑا ہوا ہے کہ اس قدر بھی نہیں سوچ سکتے کہ جو راستہ اس کو نصیب ہوا ہے، وہی تو نار دوزن کا راستہ ہے جس کی منتہا سوائے جہنم کے اور کچھ نہیں، عرش پہ جانے کو تو صعود کہا جاتا ہے۔ مگر اسے تو ہبوط نصیب ہوا۔ ؎

ترسم نہ رسی بہ کعبہ اے اعرابی
کیں رہ کہ تو می روی بترکستان است

(ہفت روزہ ترجمان بلوچ۔ ۱۵ر نومبر ۱۹۳۶ء) بعض مؤرخین حضرات اگرچہ محمد اٹکی اور اس کے واقعہ کو تاریخ میں ثابت نہ ہونے کی وجہ سے افسانہ قرار دیتے ہیں، لیکن میرے خیال میں افسانہ نہیں ہوگا۔ ایک ایسا شخص جس کے ماننے والے گوادر، پسنی اور مارہ، لس بیلہ کے علاقوں اور ادھر تربت، مند، کیچ مکران کا پورا علاقہ پھر ایرانی علاقہ گہہ، قصرقند اور کشکور وغیرہ علاقوں تک پھیلے ہوئے ہوں وہ افسانہ نہیں ہوسکتا اور پھر اپنے عقیدے پر مرمٹنے کے لئے تیار ہوں۔ ہاں البتہ آپ یہ کہہ سکتے ہیں، محمد نام کا اٹک سے آنے والا کوئی فرد نہیں اس میں یہ امکان ہے کہ یہ کوئی مفسد شخص ہوگا انہوں نے یہاں آکر اپنا اصلی نام تبدیل کیا ہو۔ ملا محمد اٹکی کا واقعہ غیر ذکری بلوچوں میں مشہور ہے۔ جو پشتوں سے کہانی کے طور پہ بیان کیا جاتا ہے۔ اور خود ذکری حضرات اسی کو مانتے ہیں۔ مگر ذکری حضرات اس کو نور تصور کرتے ہیں۔ جسطرح قاضی عبدالصمدؒ نے لکھا ہے۔ محمد اٹکی کا ایک صحابی شیخ عزیزہ لاری نے جو سفرنامہ مہدی اور حقیقت نور پاک" خود محمد سے اٹکی کی زبان لکھی ہے۔ اس کے چند اوراق دستیاب ہوئے ہیں اس میں وہ سید محمد جونپوری کو اپنا صحابی بتاتا ہے۔

چند اقتباسات پیش خدمت ہیں:

"قال المہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ سارے کائنات کو اللہ تعالیٰ نے میرے نور سے پیدا کیا ہے۔ میرے نور کا عکس جن مقامات پہ پڑا وہ دنیا میں مشہور متبرک ومقدس ٹھہرے ان میں سے ایک مکہ معظمہؐ میں بیت الحرام شریف ہے۔ جسے حضرت ابراہیمؑ نے بنایا۔ دوسرا بیت المقدس ہے، جسکی تعمیر حضرت سلیمانؑ نے فرمائی، تیسرا مقام لاہوت ہے جو ایک غار ہے، اور مومنوں کی زیارت گاہ ہے۔ چوتھا مقام محمود المعمور جو کوہ مراد تربت کے نام سے مشہور ہے" الخ (وغیرہ وغیرہ) (سفرنامہ مہدی ص۳)

آگے لکھتا ہے :

"میرے نور کا عکس جن اشخاص پر پڑا، وہ صاحب کمال ہو گئے پہلے چھ مرسلین جن میں اوّل آدمؑ اور آخر احمدؐ ہے۔ اولیاء میں پہلا شخص حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ہیں۔ حضرت اویس قرنی، حضرت عثمان قلندر مروندیؒ بایزید بسطامی، خواجہ حافظ شیرازی" الخ وغیرہ وغیرہ (صہ)

نیز لکھا ہے :

"چار دوسرے اشخاص جن کو دنیا میں بڑی سلطنتیں نصیب ہوئیں ان میں سے دو مسلمان اور دو کافر تھے۔ مسلمان شہنشاہ حضرت سلیمان اور ذوالقرنین ہیں اور کافر نمرود اور بخت نصر الخ صہ"

گویا کافر بھی مہدی کے نور سے مستفیض ہوتے۔ ذلك قولهم بافواههم -

آگے کہتے ہیں :

"پھر میں حق تعالیٰ کی درگاہ مقدس میں مہمان ہوا۔ اور اپنی پس خوردہ چند اشخاص کو دئے جو میری دین کے معاون ہوئے اُن میں سے سید سراج الدین، میر عبداللہ جنگی، فرخ شاہ جہانگیر، ملّا شہداد قصر قندی شیخ امانی مشرف بہ ایمان ہوئے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو میری زیارت کرنے کا حکم دیا۔ پہلے چاروں مقرب فرشتوں نے میری زیارت کی اس لئے جبرئیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل سب فرشتوں سے افضل ٹھہرے (الی ان) جب فرشتوں نے میرے نور کا جلوہ دیکھا تو بے ہوش ہو گئے۔ اور ستر ہزار برس تک بے ہوش پڑے رہے۔ الخ صہ"

میرے خیال میں جونپوری بچارا کیا ان کے باپ دادے کی بھی توبہ انہوں نے اس قسم کا کبھی دعویٰ نہیں کیا۔ آگے لکھتا ہے۔ کہ مجھ میں اور خدا میں کوئی فرق نہیں۔ چنانچہ فرشتے عرض کرتے ہیں: "یارب تیرے اور محمد مہدی کے درمیان کیا فرق ہے۔ فرمایا میں اس کا اور وہ مجھ سے ہے ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری صہ"

آگے کہتے ہیں :

"پس حق تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں تمام کونین کی سیر کروں (الی ان) پہلے میرا گذر وہاں چاروں سے ہوا، وہاں چاروں صحائف یعنی توریت، انجیل، زبور اور فرقان لکھے تھے پس توریت، انجیل اور زبور سے میں نے چار مسائل نکالے فرقان حمید چالیس جز پر مشتمل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ جس قدر آپ چاہیں فرقان حمید سے لے سکتے ہیں۔ پس میں نے دس جز جو کہ اسرار خداوندی تھے۔ نکالے۔ یہ دس اجزاء

قرآن حکیم کے مغز تھے ۔

من ز قرآن مغز را برداشتم استخواں پیش سگاں بگذاشتم

بقایا تیس پارے اہل ظاہر کے لئے چھوڑ دیئے اور وہ دس پارے خاصان خدا کے لئے ہیں جنہیں "برہان" کہا جاتا ہے ۔ برہان کو کنزالاسرار بھی کہتے ہیں ۔ تیس پاروں کی تحویل (اصل تاویل ہے ۔ عبدالمجید) سید محمد جونپوری کی زبان سے ظاہر ہوتا ہے ۔ کنزالاسرار میرے خاص امتیوں کے پاس ہوگی ۔ اس کے بعد میرا سیر عرش پر ہوا ۔ الخ (سیر جہانی یعنی سفر نامہ مہدی ص۴،۵)

قارئین آپ نے دیکھا کہ ملا اٹکی نے کتنے بڑے بڑے دعوے کئے ہیں ۔ قرآن کا چالیس پارہ ہونا کن کا عقیدہ ہو سکتا ہے ۔ اور پھر اس کا یہ کہنا کہ استخواں سگاں بگذاشتم " یہ مصرعہ قابل غور ہے ۔ چالیس میں سے دس پارے مغز ٹھہرے جن کے مجموعے کو "برہان" کہا جاتا ہے ۔ اور یہی ذکریوں کی آسمانی کتاب ہے جو کہ نایاب ہے ۔ بقیہ تیس پارے ہڈیاں ہیں اور اس پر عمل کرنے والے مسلمان کتے ٹھہرے ۔ کیا اس سے قرآن اور پیغمبر اسلام اور تمام مسلمانوں کی توہین نہیں ہوتی ۔؟ حکومت کو چاہیئے کہ قادیانیوں کیطرح ان کو بھی واضح طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے اور ان کے مصنوعی حج "کوہ مراد" پر جانے کی پابندی لگا دے ، اس سے شعائر اللہ کی توہین ہو رہی ہے ۔

نیز آگے کہتا ہے :

" چونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ دنیا میں ہر جگہ اور ہر مقام پر بصورت روحانی سیر جہانی کرو اس لئے میں نے بصورت اجسام سیر جہانی فرمائی (الی ان) دنیا میں جس شخص سے سب سے پہلے میں نے بصورت روحانی ملاقات کی اور جہاں پہلی مرتبہ میرے نزول کا آشکار ہوا وہ شخص سید محمد جونپوری تھے وہ سب سے پہلے تصدیق کرکے ایمان لائے ۔ اور چونکہ ہم نے اس شخص کو امین پایا اس لئے چند کلمات حقیقت ان سے بیان فرمائیں اور انہیں بتایا کہ یہ امانت اہل ایمان کے سوا ہر ایک سے پوشیدہ رکھے " ۔ الخ ص۱۱)

یعنے جونپوری صاحب تو ان کے شاگرد نکلے گویا کہ جونپوری کو فیض پہنچانے والا ملا محمد اٹکی ہی ہے ۔ دوسرے معنوں میں جونپوری صاحب کو حواس باختہ کرنے والا ملا اٹکی ہے ۔ شیخ ابوالفضل آئین اکبری میں جونپوری کے متعلق لکھتے ہیں : " از شوریدگی دعوی مہدویت کرد " قارئین لفظ "شوریدگی" کا معنی ڈکشنری میں دیکھ لیں کہ کیا ہو سکتے ہیں ۔

نیز یہ کہتا ہے کہ : سب سے پہلے میرا ظہور ہند (آنک ، اٹک) میں ہوا ، پھر میں نے مکہ معظمہ

جانے کا ارادہ کیا شہر اٹک سے کشمیر، دہلی، ملتان، سندھ دیول بندر سے گوادر اور مسقط کا سفر فرمایا۔ گوادر کے قریب ساحل پہ راستے میں ایک پہاڑ ہے، جہاں ہم نے چالیس دن تک قیام فرمایا۔ لہذا اس کا نام "جبل مہدی پڑا۔ الخ" ص۴

سنا ہے کہ وہ پہاڑ اب بھی اسی نام سے موسوم ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذکریوں کا پیغمبر مہدی صاحب اٹک پنجاب سے آیا تھا۔ اس کا سفر نامہ چونکہ طویل ہے، اس لئے اس کو میں ختم کرتا ہوں اتنا معلوم رہے کہ یہ محمد اٹکی ہر شہر اور ہر ملک کا تقریباً دورہ کرتا ہے۔ پھر ہمارے وطن قصر قند بھی جاتا ہے۔ جہاں پہ میر عبداللہ جنگی کے علاوہ ملا شہداد قصر قندی بھی ایمان لاکر اس کا صحابی بنتا ہے۔ پھر پورے ایران میں گھومتا ہے، افسوس کہ یہ "سفر نامہ مہدی" نامکمل ہے۔ اگر مکمل کہیں سے ہاتھ لگے تو مزید انکشافات ہوں گے، ذکری حضرات اس مہدی کے قائل ہیں۔ قاضی عبدالصمد سربازیؒ نے ذکریوں کا ایک مشہور شعر در مدح مہدی نقل کیا ہے ؎

یا حبیب احمدی نور چراغ ہمگی طوطی عرش لقا مہدی پاک اٹکی

مشہور ذکری پیشوا اور مشہور شاعر شے محمد قصر قندی کے قلمی نسخہ میں جو گیارہویں صدی کی تصنیف ہے۔ ایک روایت نقل کیا ہے۔ لکھا ہے: ہر زنی کہ با یار خود ہم جفتی بکند این (را) سر مقبول گویند در دین باشد، محمد مہدی عنقی (اٹکی) بر زبان مبارک خود گفتہ است آں زن و آں مرد روز قیامت دست آں ہر دو در دامن من باشد تا ہر دو را در جنت داخل کنم (ص۱۴۲)

نیز لکھا ہے: "اگر ترا پرسند کہ دایہ حضرت مہدی علیہ السلام کہ بود۔ جواب بگو کہ ام الفضل بنت حارث بود کہ در ملک عنق (اٹک) بود۔" ص۱۴۳

سنا ہے کہ اس نسخے میں محمد اٹکی کا واقعہ تفصیل سے لکھا ہوا تھا، لیکن انہوں نے پھاڑ دیا ہے۔ اس کتاب میں حصہ مہدی نامہ نامکمل ہے۔

محمد مہدی اٹکی بلوچستان کب آیا تھا؟ مقامی روایات کے مطابق ملا مراد گچکی کے زمانے میں آیا تھا اور اس کے غائب ہونے کے بعد بھی ملا مراد گچکی اس کا خلیفہ و جانشین بنتا ہے۔ موجودہ پہاڑ "کوہ مراد" اسی ملا مراد گچکی کے نام سے مشہور ہے۔ اب رہی یہ بات کہ وہ کب پیدا ہوا تھا، کب آیا تھا۔ اور کب غائب ہوگیا تھا۔ سو اس کے متعلق ایک جھوٹی حدیث گھڑلی گئی ہے، حدیث مع ترجمہ پیش خدمت ہے۔

قال ابوبکر یا رسول اللہ مسئلتی منک ان متی کان الخروج المھدی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ السلام فقد جاء بعد ماتی من بلاد ھند فی سنۃ سبع وسبعین مائۃ

اسمہٗ کاسمی واسم ابوہ کاسمی ابی۔ ترجمہ: گفت ابوبکر یا رسول اللہ سوال بکنم از تو کہ کے بزدن آمدن مہدی گفت پیغمبر خدا درود خدا بر و سلامتی بہشت پس تحقیق بیاید پس مرگ من از شہر ہندوستان و در سال نگرد و ہفت و ہفتا و دو نہ ۹۷۷ھ نام او ہمچوں نام (من) باشد و نام مادر و پدر او ہمچوں نام پدر و مادر من باشد۔ (قلمی نسخہ صد ۱۳۰ شے محمد) شے محمد قصر قندی نے اس تحریر کا سنہ بھی لکھا ہے۔

لکھتے ہیں: "تحریر ایں در سنہ سادس عشر ۱۰۱۶ھ الف من الہجرت المصطفیٰ است"۔ غالباً یہ شیخ محمد یا شے محمد وہی شے محمد درفشاں شاعر ہے۔ جسے ذکری حضرات "شیخ الاسلام" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ قارئین کو مندرجہ بالا عبارت سے ان کی علمیت کا اندازہ ہو گیا ہو گا۔ اسی قلمی نسخہ میں "ابیات شے محمد" میں لکھا ہے ۔

چوں بشد از سال احمدؐ نہ صد و ہفتاد و ہفت ۹۷۷ھ ذات پاک او قدم بنہاد در ہندوستان

از وفات مصطفیٰؐ چوں یوم الف ۱۰۰۰ھ آمد تمام نور بر بالائے نور شد بلاریب و گمان صد ۱۵۳

ایضاً۔ چوں ہزار بست نہ سال از پس احمدؐ رسید ۱۰۲۹ھ آں گہر پنہاں بشد در گاہ ہائے لامکان صد ۱۵۴

—— اس سے معلوم ہوا کہ محمد اٹکی کا ظہور ہندوستان میں ۹۷۷ھ میں ہوا تھا۔ اور اس کا نور ۱۰۲۹ھ میں جاکر روپوش ہو گیا تھا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس وقت شاعر نے مہدی کی تعریف میں یہ ابیات کہے۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کو ایک ہزار سال پورے ہو چکے تھے۔ اور ان کا مہدی دسویں صدی اور گیارھویں صدی ہجری کے مابین گذرا ہے۔ اور سید محمد جونپوری بھی دسویں صدی ہجری کے ابتدائی سالوں میں وفات پاگیا تھا، تاریخی اعتبار سے سید محمد جونپوری کا زمانہ مقدم ہے، ملا محمد اٹکی پر شبہ ہے کہ یہ ان کے مریدوں میں سے نہ ہو، لیکن محمد اٹکی کا دعویٰ ہے کہ جونپوری مجھ پہ ایمان لایا تھا۔ بہرحال اس سے اتنا معلوم ہو گیا کہ ذکری فرقہ کوئی چار سو سال قدیم فرقہ ہے۔ اور دسویں صدی ہجری میں مہدویوں نے خوب ترقی کی خصوصاً عبداللہ نیازی کا بڑا اچھا اثر و رسوخ تھا اور جونپوری کے تابعین میں سے تھا۔ اس کا سنہ وفات ۱۰۰۰ھ ہے۔ اس لئے بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ یہ مذہب انہوں نے یا ان کی کوششوں سے بلوچستان، مکران میں پھیلا چنانچہ عنقریب جونپوری کے بیان میں آئے گا۔ مگر محمد اٹکی کو افسانہ قرار دینا ٹھیک نہیں ہو سکتا ہے، انہی میں سے کسی نے اپنا نام تبدیل کیا ہو اور یہاں پہنچ گیا ہو۔

واللہ اعلم بحقیقت الحال

وضو قائم رکھنے کے لئے جوتے پہننا بہت
ضروری ہے ہر مسلمان کی کوشش
ہونی چاہیئے کہ اس کا وضو قائم رہے ۔

سروس انڈسٹریز

پائیدار ۔ دلکش ۔ موزوں اور
واجبی نرخ پر جوتے بناتی
ہے

Servis

سروس شوز

قدم قدم حسین قدم قدم آرام